بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترقی یا تنزل

Is There Any Progress ?

مصنفہ علامہ ایس، ایم زویمر

S.M.ZWEMER

الحدیث

روایت۔ پس خدیجہ حضرت محمد ﷺ کے ساتھ چلی اور ورقہ بن نوفل امد بن عبداللہ عزیٰ بن عم خدیجہ کے پاس پہنچی اور وہ ایک شخص تھا جو زمانہ جاہلیت میں نصرانی رہ چکا تھا اور عبرانی زبان میں کتاب لکھا کرتا تھا اس نے عبرانی میں انجیل شریف کی نقل بھی کی تھی۔ جس طرح اللہ نے لکھنے میں اس کی مدد کی۔ وہ ضعیف آدمی تھا۔ بعد ازاں نابینا بھی ہوگیا۔ ورقہ بن نوفل سے خدیجہ نے کہا۔ اے چچازاد بھائی۔ اپنے بھائی کے بیٹے کی بات سُن۔" پس ورقہ نے اس سے کہا، اے میرے بھائی کے بیٹے تو نے کیا دیکھا۔ پس اُس کو رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ دیکھا تھا اس کی خبر دی۔ پس ورقہ نے اسے کہا یہ وہی شریعت ہے جو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی"۔ صحیح بخاری جلد اول صفحہ 3

مقدمہ

سب تعریفیں اس واحد غیر فانی خدا کو لائق ہے۔ جو اپنی تمام حکمت وقوت پاکیزگی وعدل رو حمت اور سچائی میں غیر متغیر ولاتبدیل ہے۔ جس نے اپنے الہیٰ ارادہ کا نقشہ اپنی مقدس کتابوں میں کھینچ دیا۔ ناظرین میرے اس رسالے کے لکھنے سے یہ غرض ہے۔ کہ جو شخص پرہیز گاری سے اُنس رکھتا ہے۔ اور جوہرِ حق اور فضائل کی جانب رغبت کرتا

ہے اور دورغ و تمام رذائل سے پرہیز کرنا اور بچنا چاہتا ہے اس کو واضح کردوں کیونکہ اس کے لئے ان تمام باتوں کا جاننا ازحد ضروری امر ہے ۔اور جس حالت میں شریعت ادبیہ کا بخشنے والا وہی واحد اکیلا پروردگار عالم ہے جس کی صفت لاالہٰ الاالہ اللہ ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں تو چاہئے کہ اس کی شریعت بھی ایک ہی ہو۔ اور جس کی ساری باتیں بالکل پاکیزہ ہوں۔اور چاہئے کہ راستی بھی ایک ہی ہو جو ابد تک قائم رہے ۔

کیونکہ خدائے عزوجل کے لئے یہ امر محال ہے کہ جو اُس نے پہلے کہا اُس کو منسوخ کرے اور اس کی تکذیب کرے۔ کیونکہ "اللہ و تبارک تعالیٰ انسان نہیں جو جھوٹ بولے۔ نہ آدمی زاد ہے کہ پیشمان ہو۔ کیا اس نے جو کچھ کہا ہے بجالا نہ لائیگا اور جو کچھ کہ فرمایا ہے کہ کیا اسے پورا نہ کریگا ؟" (توریت شریف کتابِ گنتی رکوع 23 آیت 19)۔

ہم کو اس سے انکار نہیں کہ خدائے قدوس و برتر نے قدیم زمانے میں انسانوں سے انواع و مختلف طریقوں سے بذریعہ انبیا ورسولوں و معلموں کے باتیں کیں۔ خصوصاً اُس نے اپنے ارادے کا اظہار ان کی قوتِ فہم کے مطابق کیا۔ لہذا اس طرح سے وہ اپنے ارادے کے رموز وایما و وعدہ وعید میں ظاہر فرماتا رہا حتیٰ کہ اُس نے اپنے کل مقدس رازوں کو آخر میں اپنی انجیل شریف میں پورے طور سے واضح کردیا ۔ لیکن وہ شریعتِ ادبیہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سپرد کی گئی ۔ تبدیل و تغیر و منسوخ نہیں ہوئی اور سیدنا عیسیٰ مسیح نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے جبکہ آپ نے فرمایا" یہ نہ سمجھو میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں"(انجیل شریف بہ مطابق روای حضرت متی علیہ السلام رکوع 5 آیت 17)۔

حضرت پولوس رسول نے بھی اس کی شہادت دی ہے۔ ان کے قول سے انصاف وصلاحیت شریعت کی بلامبالغہ ظاہر ہوتی ہے " پس شریعت پاک ہے اور حکم بھی پاک اور راست اور اچھا ہے " (انجیل شریف خطِ رومیوں رکوع 7 آیت 12)۔

اور اسی طرح محمد ﷺ نے بھی قرآن شریف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے لوحوں کے متعلق یہ کہہ کر شہادت دی ہے ۔"اور جب موسیٰ کا غصہ اتر گیا تو انہوں نے پھر تختیوں کو لیا اور اُن پر وہ باتیں لکھیں جو اللہ سے ڈرنے والے لوگوں کے لئے ہدایات ورحمت ہے "(سورہِ اعراف آیت 153)۔

اور حضرت محمد ﷺ توریت شریف وانجیل شریف ورقہ بن نوفل سے پڑھوا کر سنا کرتے تھے اس وحی سے پیشتر جس کو انہوں نے اُس زمانے میں دیکھا تھا۔

اس شریعت ادبیہ کا جوہر تمام اقوام و مختلف اجناس میں مسلم ومشہور ہے کہ یہ شریعت عقل سلیم رکھنے والوں اور متقی لوگوں کے لئے دائمی و دستور العمل ہے۔سیدنا عیسیٰ مسیح نے بذات خود شریعت کا خلاصہ عالم شرح کے سوال کے جواب میں بیان فرمایا جس کا ذکر انجیل شریف میں آیا ہے "

" ایک دفعہ ایک عالم شرح نے آزمانے کے لئے سیدنا عیسیٰ سے پوچھا استاد محترم ! توریت شریف میں کونسا حکم بڑا ہے "؟ آپ نے اُس سے ارشاد فرمایا پروردگار سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھ۔ بڑا اور پہلا حکم یہی ہے ۔۔اور دوسرا اس کی مانند یہ ہے کہ اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ۔ انہی

دو حکموں پر تمام توریت شریف اور انبیا کے صحیفوں کا مدار ہے "(انجیل شریف بہ مطابق راوی حضرت متی علیہ السلام رکوع 22 آیت 35 تا 41)۔

اور خاتمے پر عزیز مسلم بھائیو میں آپ سے ملتجی ہوں کہ آپ بھی اس رسالے کے مضمون پر جو کہ فی الحقیقت ایک بڑی مغز خراشی کا نتیجہ ہے میرے ساتھ متفق ہوگے۔ اور اب میں انجیل سے ان دس (10) حکموں کی مع تشریح قرآن وحدیث کے وضاحت کرتا ہوں۔ اور پھر آپ نے اپنے دل میں اِس سوال کا جواب سوچ لیجئے کہ کونسی چیز شریعت موسوی میں مقدم ہے۔ پروردگارِ عالم ہم سب کو یکساں ہدایت ورہنمائی کرے۔

دستخط المحب سیمویل زویمر

Is There Any Progress ?

ترقی یا تنزل

توریت شریف

پھر خداوند کریم نے یہ سب باتیں بنی اسرائیل سے فرمائی کہ میں ہی ہوں جو تمہیں زمین مصر سے اور غلامی کے گھر سے نکال لایا ہوں۔

(1)

میرے حضور تمہارے لئے دوسرا رب نہ ہو (توریت شریف کتاب خروج رکوع 20 آیت 1 سے 2)۔

انجیل شریف

اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ آپ خدائے واحد اور برحق کو اور سیدنا عیسیٰ مسیح کو جسے آپ نے بھیجا ہے جانیں (انجیل شریف بہ مطابق راوی حضرت یحیٰی علیہ السلام رکوع 17 آیت 3)۔

قرآن شریف

تمہارا خدا ایک خدا ہے اور کوئی معبود نہیں مگروہی رحمان ورحیم ہے (سورہ البقرہ)

اللہ رحمان رحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں ، تو کہہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے۔ اس نے کوئی نہیں جنا اور نہ وہ خود جنا گیا۔ اور اس کا ہمسر کوئی نہیں (سورہ اخلاص)

حدیث شریف

جس شخص نے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہا اس نے جو اپنے پروردگار کی تصدیق کی اور جس نے اس کلمہ کو بیماری کی حالت میں پڑھا اور پھر اور مر گیا تو وہ آگ کا مزہ نہیں چکھیگا (مشکواۃ المصابیح صفحہ نمبر 201)

(2)

توریت شریف

تم اپنے لئے کوئی مورت یا کسی چیز کی صورت جو اوپر آسمان پر یا نیچے زمین پر پانی میں زمین کے نیچے ہے مت بنانا۔

تم ان کے آگے اپنے تئیں مت جھکانا اور نہ اُن کی عبادت کرنا۔ کیونکہ میں پرودگار تمہارا غیور پرودگار ہوں اور باپ دادوں کی بدکاریاں اُن کی اولاد پر جو مجھ سے عداوت رکھتے ہیں تیسری اور چوتھی پشت تک پہنچاتا ہوں۔ پر اُن میں سے ہزاروں پر جو مجھے پیار کرتے اور میرے حکموں کو حفظ کرتے ہیں رحم کرتا ہوں (توریت شریف کتا خروج رکوع 20 آیت 4تا6)۔

انجیل شریف

تب سیدنا عیسیٰ مسیح نے ابلیس سے کہا اے ابلیس دور ہو۔ کیونکہ کلام الہیٰ میں مرقوم ہے کہ صرف اپنے پروردگار کو سجدہ کر اور اس اکیلے کی بند گی کر (انجیل شریف راوی حضرت متی رکوع 4 آیت 10)۔

حضرت پولوس نے اریوپگس کے بیچ میں کھڑے ہو کر کہا۔ اے اتھینے والو۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم ہر بات میں دیوتاؤں کے بڑے ماننے والے ہو۔ چنانچہ میں نے سیر کرتے اور تمہارے معبدوں پر غور کرتے وقت ایک ایسی قربان گاہ بھی پائی جس پر لکھا تھا کہ " نامعلوم خدا کے لئے" پس جس کو تم بغیر معلوم کئے پوجتے ہو۔ میں تم کو اُس کی خبر دیتا ہوں۔ جس اللہ و تبارک تعالیٰ نے دنیا اور اس کی ساری چیزوں کو پیدا کیا۔

وہ زمین اور آسمان کا مالک ہو کر ہاتھ کے بنائے ہوئے مندروں میں نہیں رہتا۔ نہ کسی چیز کا محتاج ہو کر آدمیوں کے ہاتھوں سے خدمت لیتا ہے۔ کیونکہ وہ تو خود سب کو زندگی اور سانس اور سب کچھ دیتا ہے۔ اور اس نے ایک اصل سے آدمیوں کی ہر ایک قوم تمائے روئے زمین پر رہنے کے لئے پیدا کی اور ان کی معیادیں اور سکونت کی حد مقرر کیں۔ تاکہ رب کریم کو ڈھونڈیں۔ شاید کہ ٹٹول کر اسے پائیں ہر چند کہ وہ ہم میں کسی سے دور نہیں کیونکہ اس میں ہم جیتے اور چلتے پھرتے اور موجود ہیں۔ جیسا تمہارے شاعروں میں سے بھی بعض نے کہا ہے کہ ہم تو اس کی امت بھی ہیں۔ پس امت خداوندی ہو کر ہم خیال کرنا مناسب نہیں کہ ذات الہیٰ اُس سونے یا روپے یا پتھر کی مانند ہے جو آدمی کے ہنر اور ایجاد سے گھڑلئے گئے ہوں۔ پس پروردگار جہالت کے وقتوں سے چشم پوشی کرکے اب سب آدمیوں کو ہر جگہ حکم دیتا ہے کہ توبہ کریں۔ کیونکہ اُس نے ایک دن ٹھیرایا ہے جس میں وہ راستی سے دنیا کی جہالت اُس آدمی کی معرفت کریگا جسے پروردگار نے مقرر کیا ہے اور انہیں (یعنی سیدنا عیسیٰ مسیح) مردوں میں سے جلا کر یہ بات سب پر ثابت کردی ہے (انجیل شریف اعمال رسل رکوع 17 آیت 22 تا 31)۔

قرآن شریف

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو سب نے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے سجدہ نہ کیا انکار کیا اور تکبر دکھلایا اور وہ کافروں میں سے تھا (سورۃ البقرۃ

حدیث شریف

جب اُس پر سورہ نجم نازل ہوئی اور وہ اس کو پڑھنے لگا۔ جب (منٰوۃ الثالثۃ الاخریٰ) تک پہنچا تو شیطان نے وسوسہ ڈال دیا۔ یہاں تک کہ اُس کی زبان سے سہواً یہ قول جاری ہو گیا (تلک الغرانیق العلیٰ وان شفاعتہن لترتجی) پس مشرکین خوش ہوگئے یہاں تک کہ سب نے سجدہ کیا۔ جب سجدہ آخر ہوچکا تو مسجد میں کیا مومن اور کیا مشرک کوئی باقی نہ رہا جس نے سجدہ نہ کیا پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے اس آیت کے متعلق تبنیہ کی اور کہا کہ

اللہ کی جانب سے نہیں ہے مگر محققین کے نذدیک اس کی کوئی اصلیت نہیں ہے اور اگر صحیح بھی مان لیا جائے تو یہ ایک آزمائش تھی ۔ جس سے ایمان پر قائم رہنے والوں اور ڈگمگانے والوں کی تمیز نہ ہوسکے ۔

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قرآن شریف میں جو لفظ تمنی کا ہے اس کے معنی قراء کے ہیں ۔ مثلاً اس قول کے مطابق تمنی کتاب اللہ اول لیلہ ۔ دیگر تمنی داؤد الزبور علی رسل ۔ پڑھی گئی کتاب اللہ کیا اول رات یا پڑھے داؤد نے زبور رسولوں پر ۔ پس امینۃ کے منعی قرأت اس کی ۔ اور ڈال دیا شیطان نے اس کے اندر اپنا کلام اور اونچی آواز سے جس سے سننے والوں کو گمان ہوا کہ اس کا پڑھنے والا محمد ﷺ ہے ۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ اس قول کا کوئی وثوق نہیں ہے۔ اور قرآن پر یہ تہمت ہے۔ اور یہ قول قرآن کے اس قول کا اندفاع نہیں کرسکتا ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ "منسوخ کردیا اللہ نے جو شیطان نے ملادیا تھا پھر حکم کردیا اللہ نے اپنی بات کو اس کے لئے اس کا احتمال باقی نہ رہے" اور یہ مندرجہ بالا آیات دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ انبیاء کو سہو ہوجانا یا وسوسہ پڑجانا ممکنات میں سے ہے (شرح بیضاوی مطبوعہ مصر صفحہ 447)۔

اور جب قصد کرے حجر اسود کی طرف جانے کا بعد اس کے اور چھوئے اس کو اپنے سیدھے ہاتھ سے اور چومے اس کو تو یہ دعا پڑھ "دعا ۔ اے اللہ میں نے ادا کی اپنی امانت اور پورا کیا وعدہ اپنا اور شہادت دیتا ہوں اس کی تکمیل پر "(کتاب امام غزالی جلد اول صفحہ 178)۔

عمر بن خطاب نے حجر اسود سے مخاطب ہو کر کہا قسم ہے اللہ کی تحقیق میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے جو بھلائی یا برائی کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ۔ اگر میں رسول اکرم ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں تجھے کبھی نہ چومتا (حدیث صحیح مسلم جلد دوم صفحہ 236)۔

(3)

توریت شریف

تم پروردگار کا نام بے فائدہ مت لینا ۔ کیونکہ جو اس کا نام بے فائدہ لیتا ہے اللہ و تبارک تعالیٰ اسے بے گناہ نہ ٹھہرائیگا ۔ (تورت شریف کتاب خروج رکوع 20 آیت 7)۔

انجیل شریف

پھر تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا کہ جھوٹی قسم نہ کھانا ۔ بلکہ اپنی قسمیں پروردگار کے لئے پوری کرنا ۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ بالکل قسم نہ کھانا نہ تو آسمان کی کیونکہ وہ پروردگار عالم کا تخت ہے ۔

نہ زمین کی کیونکہ وہ پرودگار کے پاؤں کے نیچے کی چوکی ہے ۔ نہ یروشلیم کی کیونکہ وہ بزرگان دین کا شہر ہے ۔ نہ اپنے سر کی قسم کھانا کیونکہ تم ایک بال کو بھی سفید یا کالا نہیں کرسکتے ۔ بلکہ تمہارا طرزِ کلام ہاں ہاں یا نہیں نہیں ہو ۔ کیونکہ جو اس سے زیادہ ہے وہ بدی سے ہے ۔ (انجیل شریف بہ مطابق راوی حضرت متی علیہ السلام رکوع 6 آیت 7 تا 7)۔

اور دعا مانگتے وقت غیر قوموں کے لوگوں کی طرح بک بک نہ کرو۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے بہت بولنے کے سبب ہماری سنی جائیگی پس ان کی مانند نہ بنو کیونکہ تمہارا پروردگار تمہارے مانگنے سے پہلے ہی جانتے ہیں کہ تم کن چیزوں کے محتاج ہو (انجیل شریف بہ مطابق راوی حضرت متی علیہ السلام رکوع 6 آیت 7 تا 7)۔

قرآن شریف

اور تم اپنی قسموں کے لئے اللہ کو عرضہ یعنی ہٹ کھنڈا نہ بناؤ گویا تم سلوک کروگے اور پرہیز گار بنوگے---- تمہاری بیہودہ قسموں میں اللہ تمہیں نہ پکڑے گا لیکن جو کچھ کام تمہارے دل کرتے ہیں اس میں پکڑے گا۔ اور اللہ بخشندہ بردبار ہے (سورۃ بقرۃ آیت 224 تا 225)۔

اللہ رحمان رحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ دھوپ چڑھتے وقت کی قسم۔ رات کی قسم چھپا جاوے۔ (سورۃ الضحیٰ آیت 1 تا 2)۔

اللہ رحمان رحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ سورج کی قسم اور اس کی روشنی کی قسم چاند کی قسم جب سورج کے نیچے آوے اور دن کی قسم جب سورج کو روشن کرے۔ اورر ات کی قسم جب سورج کی ڈھانپ لے۔ اور آسمان کی قسم اور اس چیز کی جس نے آسمان بنایا۔ زمین کی قسم اور اس چیز کی جس نے اسے پھیلایا۔ اور نفس کی قسم جس نے اسے درست کیا۔ (سورۃ الشمس آیت 1 تا 7)۔

اللہ رحمان رحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ میں اس شہر (مکہ) کی قسم کھاتا ہوں (سورۃ البلد آیت 1)۔

اللہ رحمان رحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں میں قیامت کے دن ک قسم کھاتا ہوں۔ اور میں ملامت کنندہ نفس کی قسم کھاتا ہوں (سورۃ القیامت آیت 1 تا 2)۔

حدیث شریف

جس نے سبحان اللہ وبحمدہ ہر روز سو مرتبہ پڑھا اس کی برائیاں محو ہو جاتی ہیں خواہ وہ سمندر کے مانند کثرت سے ہوں۔ متفق الیہ بخاری مسلم (مشکواۃ المصابیح صفحہ 200)
سعد بن وقاص لے کہا کہ ایک روز ہم رسول اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ہر روز ایک ہزار نیکی کمانا چاہتا ہے۔ مجلس میں سے ایک شخص نے پوچھا ہم میں سے کوئی کیونکر ایک ہزار نیکی کما سکتا ہے تو فرمایا جو کوئی ہر روز سو مرتبہ سبحان اللہ کہے تو اس کے لئے ہزار نیکی لکھی جاتی ہے۔ اور ہزار نیکی لکھی جاتی ہے۔ اور ہزار گناہ اس کے لئے مٹادئے جاتے ہیں۔ (مشکوۃ المصابیح صفحہ 200)۔

(4)

توریت شریف

تم سبت کا دن (عبادت کا دن) پاک رکھنے کے لئے یاد کرنا۔ چھ دن تک تم محنت کرکے اپنے سارے کام کاج کرو۔ لیکن ساتواں دن تمہارے پروردگار کے لئے عبادت کا

دن ہے اس میں کچھ کام نہ کرنا نہ تو تمہارا بیٹا نہ تمہاری بیٹی نہ تمہارا غلام اور نہ تمہاری لونڈی نہ تمہارے مواشی اور نہ تمہارے مسافر جو تمہارے پھاٹکوں کے اندر ہوں ۔کیونکہ پروردگار نے چھ دن میں آسمان اور زمین اور دریا اور سب کچھ جو اُن میں ہے بنایا اور ساتویں دن آرام کیا۔

اس لئے پروردگار نے سبت کے دن کو برکت دی اور اسے پاک ٹھہرایا۔(توریت شریف کتاب خروج رکوع 20 آیت 8 تا 11)۔

انجیل شریف

اس وقت سیدنا عیسیٰ مسیح سبت کے دن (یعنی عبادت کے دن) کھیتوں میں سے ہو کر جارہے تھے کہ ان کے صحابہ اکرامؓ کو بھوک لگی اور وہ بالی توڑ کر کھانے لگے ۔
فریسیوں (یہودی علماء اکرام) نے دیکھ کر سیدنا عیسیٰ مسیح سے کہا کہ دیکھئے آپ کے صحابہ اکرامؓ وہ کام کرتے ہیں جو سبت کے دن کرنا روا نہیں۔سیدنا عیسیٰ مسیح نے ان سے ارشاد فرمایا " کیا تم نے یہ نہیں پڑھا کہ جب حضرت داؤد اور انکے صحابی بھوکے تھے تو انہوں نے کیا کیا؟وہ کیونکر بیت اللہ میں گئے اور تبرک کی روٹیاں کھائیں جن کا کھانا نہ انہیں روا تھا اور نہ ان کے صحابہ اکرامؓ کو مگر صرف امام کو۔یا تم نے توریت شریف میں نہیں پڑھا کہ امام سبت کے دن بیت اللہ میں سبت کی بے حرمتی کرتے ہیں اور بے قصور رہتے ہیں ۔میں تم سے کہتا ہوں کہ یہاں وہ ہے جو بیت اللہ سے بھی بڑا ہے لیکن اگر تم اس کے معنی جانتے کہ پروردگار قربانی نہیں بلکہ رحم پسند فرماتے ہیں تو بے قصوروں کو قصوروار نہ ٹھہراتے ۔کیونکہ میں سبت کا مالک ہوں۔اور سیدنا عیسیٰ مسیح وہاں سے چل کر ان کے عبادت خانے میں تشریف لے گئے اور وہاں ایک آدمی تھا جس کا ہاتھ سوکھا ہوا تھا۔انہوں نے (یعنی یہودیوں نے) آپ پر الزام لگانے کے ارادے سے پوچھا کہ کیا سبت کے دن تندرست کرنا روا ہے؟ (یہودی دستور کے مطابق سبت کے دن وہ کسی بھی قسم کا کام کرنا ناجائز سمجھتے تھے وہ صرف عبادت کرتے تھے) آپ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ تم میں ایسا کون ہے جس کی ایک ہی بھیڑ ہو اور وہ سبت کے دن گڑھے میں گر جائے تو وہ اسے پکڑ کر نہ نکالے پس آدمی کی قدر بھیڑ سے بہت ہی زیادہ ہے۔ اس لئے سبت کے دن نیکی کرنی روا ہے ۔ تب آپ نے اس آدمی سے فرمایا کہ اپنا ہاتھ بڑھاؤ اس نے بڑھایا اور اس کا ہاتھ درست ہو گیا(انجیل شریف بہ مطابق راوی حضرت متی علیہ السلام رکوع 12 آیت 1 تا 13)۔

قرآن شریف

اے ایمان والو جب اذان جمعہ کی نماز کے دن کی ہو تو دوڑو اللہ کے ذکر کی طرف اور بیچنا خریدنا چھوڑ دو (سورۃ جمعہ آیت 9)۔

حدیث شریف

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ روز جمعہ سب دنوں کا بزرگ ترین سردار ہے۔اللہ کے نزدیک وہ یوم الضحیٰ اور یوم الفطر یعنی دونوں عیدوں سے بڑھکر ہے۔اور اس میں پانچ عجیب واقعات ہوئے ہیں۔(1)خدا نے آدم کو اسی روز پیدا کیا۔(2)اور اسی روز جنت

سے خارج کرکے زمین پر اتارا(3)اور اسی روز اس کی وفات ہوئی(4)اور اس میں وہ ساعت مخفی ہے جس میں کوئی سائل سوال نہیں کرسکتا مگر جس کو اللہ عطا کرے۔ کیونکہ سی گھڑی کی بابت سوال کرنا حرام کیا گیا۔(5) اور اسی دن قیامت برپا ہوگی(مشکوۃ صفحہ 12)۔

(5)

توریت شریف

تم اپنے ماں باپ کی عزت کرو تاکہ تمہاری عمر اس زمین پر جو پروردگار تمہارا تمہیں عطا کرے دراز ہو۔ (توریت شریف کتاب خروج رکوع 20 آیت 12)۔

انجیل شریف

سیدنا عیسیٰ مسیح نے جواب میں ان سے فرمایا کہ تم اپنی روایت سے حکم خداوندی کو کیوں ٹال دیتے ہو۔ کیونکہ رب کریم نے فرمایا ہے کہ باپ کی اور ماں کی عزت کر۔ اور جو باپ یا ماں کو برا کہے وہ ضرور جان سے مارا جائے۔ مگر تم کہتے ہو کہ جو کوئی ماں یا باپ سے کہے کہ جس چیز کا آپ کو مجھ سے فائدہ پہنچ سکتا تھا وہ پروردگار کی نذر ہوچکی۔ تو وہ اپنے باپ کی عزت نہ کرے۔ پس تم نے اپنی روایت سے کلام الٰہی کو باطل کردیا۔اے منافقو حضرت یسعیاہ نے تمہارے حق میں کیا خوب نبوت کی۔کہ یہ امت زبان سے تو میری عزت کرتی ہے۔مگر ان کا دل مجھ سے دور ہے۔ اور یہ بے فائدہ میری عبادت کرتے ہیں ؟ ؟کیونکہ آدمیوں کے حکموں کی تعلیم دیتے ہیں (انجیل شریف بہ مطابق راوی حضرت متی علیہ السلام رکوع 15 آیت 3تا9)۔

اے فرزندو پروردگار میں اپنے ماں باپ کے فرمانبردار رہو۔ کیونکہ یہ واجب ہے۔ اپنے ماں باپ کی عزت کرو۔ ۔یہ پہلا حکم ہے جس کے ساتھ وعدہ بھی ہے۔۔ہے۔تاکہ تمہارا بھلا ہو اور تمہاری عمر زمین پر دراز ہو۔(انجیل شریف حضرت پولوس علیہ السلام کا اہلِ افسیوں کو خط رکوع 6 آیت 1 یا 3)۔

قرآن شریف

والدین سے نیکی کرو اگر ان میں سے ایک یا دو تیرے سامنے بوڑھے ہوجاویں اُن کو اُف نہ بول اور جھڑک۔اُن کے سامنے ادب سے بات کر۔اور رحم سے عاجزی کے بازو اُن کے لیے جھکا اور بول کے اے رب ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ ان دونوں نے جب میں چھوٹا تھا مجھے پالا ہے۔(سورۃ الاسرائیل آیت 24 یا 25)۔

حدیث شریف

عطا بن رباح نے " ولا تقل لھما اف ولا تنھرھما" اپنے قول میں اس جملے کی تفسیر اس طرح بیان کی ہے کہ والدین کے سامنے اف مت کرو۔ اور نہ دونوں کو جھڑکو۔یعنی اُن کی طرف ہاتھ سے کسی قسم کا اشارہ بھی مت کرو۔ اور جب ان سے بولو تو عاجزی اچھی اور نیک باتیں کہو (تفسیر طبری جلد 14 صفحہ 48)۔

یونس نے مجھ سے حدیث بیان کی اور کہا کہ ہم کو ابن وہب نے خبر دی ہے اور اس کو حرملہ ابن عمران نے اور ابی ہداج بھی نے روایت بیان کی اور کہا کہ میں نے سعید بن مسیب سے پوچھا کہ مجھے قرآن کی وہ تمام کی وہ تمام تعلیم

بتلائے جو خدائے عزوجل نے والدین سے نیکی کرنے کے بارے میں فرمائی ہے۔ جس کے جواب میں اس نے کہا مجھے اللہ کا وہ قول معلوم ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ ان دونوں سے تعظیم سے بات کرو۔ کیا یہ قول کچھ کم وقعت رکھتا ہے۔ ابن المسیب نے کہا کہ بندے گنہگار کا قول اپنے مالک محترم کے سامنے اس طرح سے ہونا چاہئیے۔ جیسے کہ نہایت عاجزی کے ساتھ پرندہ اپنے پر جھکالیتا ہے اس طرح سے تم بھی اپنی زبان وہاتھوں کو ان کے سامنے جھکائے رہو۔ یہاں تک کہ تم ان سے بڑھکر کسی اور شے سے محبت نہ ہو (تفسیر طبری جلد 14 صفحہ 49)۔

(6)

توریت شریف

تم خون مت کرنا (توریت شریف کتاب خروج رکوع 20 آیت 13)۔

انجیل شریف

تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا کہ خون نہ کرنا۔ اور جو کوئی خون کرے گا وہ عدالت کی سزا کے لائق کے ہوگا۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنے بھائی کو پاگل کہے

گا وہ صدر عدالت کی سزا کے لائق ہوگا۔ اور جو اس کو احمق کہے گا وہ آگ کے جہنم کا سزا وار ہوگا۔ پس اگر تم قربان گاہ پر اپنی قربانی گزارنتے ہو اور وہاں تمہیں یاد آئے کہ تمہارے بھائی کو تم سے شکایت ہے۔ تو وہیں قربان گاہ کے آگے اپنی قربانی چھوڑدو اور جاکر پہلے اپنے بھائی سے ملاپ کرو۔ تب آکر اپنی قربانی گزارو۔ (انجیل شریف بہ مطابق راوی حضرت متی علیہ السلام رکوع 5 آیت 21 تا 24)۔

قرآن شریف

اور کسی مسلمان کو لائق نہیں کہ وہ کسی دوسرے مسلمان کو قتل کرے مگر بھول چوک سے (سورۃ نساء آیت 94)

پھر جب حرمت کے مہینے گزرجائیں تو مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو۔ (سورۃ توبہ آیت 3)۔

اور اس نے فرشتوں کو الہام (کہ تم مدد کو چلو) میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ تم مسلمانوں کو مضبوط کرو۔ میں کافروں کے دل میں خوف ڈالونگا۔ پس تم گردنوں پر (تلواریں) مارو اور انہیں پارہ پارہ کرکے کاٹ ڈالو۔ (سورۃ انفعال 12)۔

لڑائی کا تم پر حکم ہوا ہے اور وہ تم کو بری لگتی ہے اور شاید چیز تم کو بری لگے اور تمہارے لئے بہتر ہو (سورۃ بقرۃ 215)۔

حدیث شریف

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اکرم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی مجھے کوئی ایسا عمل بتلائیے جو جہاد کے مساوی ہو۔ فرمایا مجھے ایسا کوئی عمل معلوم نہیں۔ (صحیح بخاری سپارہ 4 صفحہ 15)

رسول اکرم ﷺ سے پوچھا گیا سب سے افضل انسان کون ہے فرمایا جو ایمان لایا اور خدا کے راستے میں اپنے جان ومال سے جہاد کیا۔ (صحیح بخاری سپارہ 4 صفحہ 15)

حضرت علیؓ نے فرمایا میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آخر میں زمانے کے ایک قوم پیدا ہوگی جو یہ کہیگی ہمیں بتلاؤ اسلام کا وہ بہترین قول کونسا ہے جو ایسا صریح التاثیر ہو جیسے کہ تیر کمان سے جدا ہوتا ہے۔ مگر یاد رکھو کہ ان کا ایمان مستحکم نہیں ہے۔ پس جہاں کھیں تم ان کو پاؤ قتل کر ڈالو۔ کیونکہ ان کے قتل کرنے میں اتنا بڑا ثواب ہے گویا کوئی شخص روز قیامت تک جہاد کرتا ہے (صحیح بخاری سپارہ 197)

(7)

توریت شریف

تم زنا مت کرنا (توریت شریف کتاب خروج رکوع 20 آیت 14)۔

انجیل شریف

تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ زنا نہ کرنا لیکن میں تم سے کہتا ہوں جس کسی نے بری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کر چکا۔ اگر تمہاری دہنی آنکھ تمہیں ٹھوکر کھلائے تو اسے نکال کر پھینک دو کیونکہ تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ تمہارے اعضا میں سے ایک جاتا رہے اور تمہارا سارا بدن جہنم میں نہ ڈالا جائے۔ اور اگر تمہارا دہنا ہاتھ تمہیں ٹھوکر کھلائے تو اس کو کاٹ کر اپنے پاس سے پھینک دو کیونکہ تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ تمہارے اعضا میں سے ایک جاتا رہے اور تمہارا سارا بدن جہنم میں نہ ڈالا جائے۔ یہ بھی کہا گیا تھا کہ جو کوئی اپنی بیوی کو چھوڑ دے اسے طلاق نامہ لکھ دے۔ لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ کوئی اپنی بیوی کو حرام کاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دے وہ اس سے زنا کراتا ہے اور جو اس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرتا ہے زنا کرتا ہے۔ (انجیل شریف بہ مطابق راوی حضرت متی علیہ السلام رکوع 5 آیت 27 تا 32)۔

اب جسم کے کام تو ظاہر ہیں یعنی حرامکاری، ناپاکی، شہوت پرستی، بت پرستی، جادوگری، عداوتیں، جھگڑا، حسد، غصہ، تفرقے، جدائیاں، بدعتیں، بغض، نشے بازی، ناچ رنگ، اور ان کی مانند۔ ان کی بابت تمہیں پہلے سے کہے دیتا ہوں جیسا کہ پیشتر جتا چکا ہوں کہ ایسے کام کرنے اللہ و تبارک تعالیٰ کے دین کے وارث نہ ہونگے ۔(انجیل شریف حضرت پولوس علیہ السلام کا اہلِ گلتیوں کو خط رکوع 5 آیت 19 تا 21)۔

قرآن شریف

اور تم زنا کے نذدیک نہ جاؤ یہ بے حیائی اور بدراہی ہے (سورۃ اسرائیل 33)

اگر تمہیں خوف ہو کہ یتیم لڑکیوں میں عدل نہ کرسکوگے تو عورتوں میں سے جو تمہیں پسند آئیں دو دو تین تین چار چار نکاح میں لاؤ اور اگر خوف ہو کہ برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی نکاح کرو۔ یا وہ جو تمہارے ہاتھوں کا مال ہو۔ اس دستور سے قریب ہے کہ تم ظلم نہ کروگے ۔(سورۃ نساء 3)

اے ایماندارو جب تم ایماندار عورتوں سے نکاح کرو۔ پھر تم انہیں چھونے سے پہلے طلاق دیدو۔ تو تمہارے لئے ان پر کچھ عدت نہیں کہ اس کا شمار کرو۔ سو تم انہیں فائدہ پہنچاؤ اور اچھی طرح سے رخصت کرو۔(سورۃ احزاب 49)

اور جب تو کہنے لگا اُس شخص (زید کو) جس پر اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا رہنے دے اپنے پاس اپنی جورو۔ اور ڈر اللہ سے اور تو اپنے دل میں اس بات کو چھپاتا تھا ۔اور اللہ اُسے ظاہر کیا چاہتا تھا اور تو آدمیوں سے ڈرتا تھا حالانکہ تجھے اللہ سے زیادہ ڈرنا چاہئیے تھا پس جب زید نے اپنا مطلب اس عورت سے پورا کیا تو ہم نے (اے محمد ﷺ) تیرا نکاح اُس عورت سے کردیا ۔ تاکہ نہ رہے سب مسلمانوں پر گناہ نکاح کرلینا اپنے لے پالکوں کی جوروؤں سے جب وہ اپنی غرض اُس سے تمام کرچکیں ۔ اور یہ کام اللہ کا پہلے ہی سے کیا ہوا تھا (سورۃ احزاب آیت 36)۔

حدیث شریف

ہمارے پاس جریر نے اس کے پاس اسمعیل نے اس کے پاس قیس نے حدیث بیان کی اور کہا عبداللہ نے ایک روز ہم بیٹھے ہوئے تفریح کررہے تھے۔ اتنے میں رسول اکرم ﷺ تشریف لائے۔ ہم ان سے سواء اس کے کچھ عرض نہ کرسکے ۔ کیا ہم کو اجازت ہے کہ عورتوں کو بغیر مہر و نکاح کے جائز رکھیں۔ پس انہوں نے ہم کو ایسی گفتگو کرنے سے جھڑک دیا۔

پھر ہم کو اجازت دی ۔ یہ کہ نکاح کرو عورت سے ۔ اگر ہوسکے تو بالعوض مہر کے کپڑے کے جوڑے پر (بخش دو اس کو کپڑے بطریق مہر کے عوض) پھر ہم کو قرآن کا قول پڑھ کر سنایا ۔ یعنی اے ایمان والو حرام مت کرو ان چیزوں کو اپنے اوپر جن کو اللہ نے تم پر حلال کیا ہے۔ اور نہ حد سے تجاوز کرو کیونکہ خدا حد سے تجاوز کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ۔ (صحیح بخاری پارہ 7 صفحہ 4)۔

اور ابیذر سے روایت ہے میں ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور وہ ایک سفید چادر اوڑھے ہوئے سو رہے تھے ۔ پھر میں نے ان کو ہلا کر جگایا اور پوچھا کہ اس آدمی کے لئے کیا حکم ہے جس نے لا الہ الا اللہ پڑھا اور مرگیا۔ فرمایا وہ جنت میں داخل ہوگیا اور میں نے پھر عرض کیا کہ اس حالت میں اس نے تمام عمر چوری اور زناکاری کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگرچہ چوری کرے یا زنا کرے ۔ تین بار ابیذر نے یہی سوال کیا۔ اور تینوں مرتبہ یہی جواب ملا۔ جب چوتھی مرتبہ یہی سوال کیا۔ تو حضرت ﷺ نے غصہ ہو کر فرمایا۔ ہاں خواہ اس نے چوری کی یا زنا ۔ اگرچہ خاک آلودہ ہو ناک ابیذر کی (مقصد یہ

کہ ابیذر کے سامنے کیوں نہ ہو) بیشک وہ بہشت میں داخل ہوگا (صحیح مسلم جلد 1 صفحہ 110)۔

(8)

توریت شریف

تم چوری نہ کرنا (توریت شریف کتاب خروج رکوع 20 آیت 15)

انجیل شریف

ابلیس کو موقعہ نہ دو۔ چوری کرنے والا پھر چوری نہ کرے بلکہ اچھا پیشہ اختیار کرے ہاتھوں سے محنت کرے۔ تاکہ محتاج کو دینے کے لئے اس کے پاس کچھ ہو(انجیل شریف حضرت پولوس علیہ السلام کا اہلِ افسیوں کو خط رکوع 4 آیت 27 تا 28)۔

پس تم جو اوروں کو سکھاتے ہو اپنے آپ کو کیوں نہیں سکھاتے ؟ تم جو وعظ کرتے ہو کہ چوری نہ کرنا آپ خود کیوں چوری کرتے ہو؟(انجیل شریف حضرت پولوس علیہ السلام کا اہلِ رومیوں کو خط رکوع 2 آیت 21)۔

قرآن شریف

چور مرد اور چور عورت ان دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو۔ ان کے کام کا بدلہ اور اللہ کا عذاب ہے اور اللہ زبردست پختہ کار ہے۔ (سورۃ المائدہ آیت 41)۔

حدیث شریف

اور چور کے ہاتھ کاٹنے کے بارے میں جو حدیث ہم کو پہنچی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ نہایت مضطرب ہوتے تھے اور بعض حالتوں میں خصوصاً جب کہ اس سے مال برآمد نہ ہو اس کے خلاف ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک چور کو جس نے صرف ایک درہم کی چوری کی تھی۔ آنجناب نے چھوڑ دیا اور روایت ہم کو پہنچی کہ جب تک مال مسروقہ کی قیمت تین درہم کے برابر نہ ہو۔ اس وقت تک ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ بعض نے لکھا کہ آیا یہ ممکن ہے کہ ایک چور پکڑا جائے۔ اور مال مسروقہ کی قیمت معلوم نہ ہو۔ تو کیا ایسی حالت میں اس کا ہاتھ کاٹا جائے کیونکہ ابن زبیر نے ایک درہم کی چوری پر بھی چور کا ہاتھ کٹوایا تھا۔ روایت ہے ابن عباس سے کہ یہ آیت قرآن میں عام ہے اس میں درہم کی کوئی تخصیص نہیں (شرح طبری جزو 6 صفحہ 148)

(9)

توریت شریف

تم اپنے پڑوسی پر جھوٹی گواہی مت دینا۔(توریت شریف کتاب خروج رکوع 20 آیت 16)۔

انجیل شریف

پس جھوٹ بولنا چھوڑ کر ہر ایک شخص اپنے پڑوسی سے سچ بولے۔ کیونکہ ہم آپس میں ایک دوسرے کے عضو ہیں (انجیل شریف حضرت پولوس علیہ السلام کا اہل افسیوں کو خط رکوع 4 آیت 25)۔

کوئی گندی بات تمہارے منہ سے نہ نکلے ۔ بلکہ وہی جو ضرورت کے موافق ترقی کے لئے اچھی ہو تاکہ اس سے سننے والوں پر فضل ہو۔ (انجیل شریف حضرت پولوس علیہ السلام کا اہل افسیوں کو خط رکوع 4 آیت 29)۔

ایک دوسرے سے جھوٹ نہ بولو۔ کیونکہ تم نے پرانی انسانیت کو اس کے کاموں سمیت اتار ڈالا ۔(انجیل شریف حضرت پولوس علیہ السلام کا اہل کلیسوں کو خط رکوع 3 آیت 9)۔

حرام کاروں اور بے ایمانوں اور گھنونے لوگوں اور خونیوں اور حرام کاروں اور جادو گروں اور بت پرستوں اور سارے جھوٹوں کا حصہ آگ اور گندھک سے جلنے والی جھیل میں ہوگا ۔ یہ دوسری موت ہے (انجیل شریف کتاب مکاشفہ رکوع 21 آیت 8)۔

قرآن شریف

جو کوئی ایمان لانے کے بعد اللہ سے منکر ہوا۔ مگر وہ نہیں جس پر زبردستی ہوئی۔ اور اس کا دل ایمان پر قائم ہے۔ لیکن جو کوئی دل کھول کے منکر ہوا ان پر اللہ کا غضب اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے (سورۃ نحل آیت 108)۔

حدیث شریف

معلوم ہو کہ حقیقت میں جھوٹ مطلق حرام نہیں ہے ۔ خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ مخاطب یا کسی اور کا نقصان دکھلائی دے ۔ کلثوم نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو جھوٹ بولنے کی اجازت دیتے ہوئے کبھی نہیں سنا۔ مگر انسان تین موقعوں پر جھوٹ بول سکتا ہے۔(1) لڑائی کے موقع پر (2) جبکہ آدمی کی نیت رفع فساد ہو (3) شوہر اپنی زوجہ سے جھوٹ بول سکتا ہے۔ پس یہ تین موقع بغیر کسی استثنا کے صراحت کے ساتھ وارد ہوئے ہیں۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ جنگ وجدال ومفسدات وعداوت وغیرہ نہ بڑھنے پاوے۔ بلکہ مقصود اس سے رفع وفساد وارتباط ہو۔ خواہ اپنے یا دوسرے کے لئے ہو یعنی جائز ہے ۔

اس شخص کے واسطے کہ کوئی ظالم کسی کو مال لینے کے واسطے پکڑے ۔ تو یہ بوقت شہادت اس سے انکار کردے ۔ یا کوئی شخص بادشاہ کے فحش کرنے کی علت میں گرفتار ہو۔ تو ایسی صورت میں بھی اس کے لئے انکار جائز ہے۔ پھر فرمایا اگر کسی نے چوری یا زنا کیا ہو۔ اس کے بارے میں بھی انکار کرنا جائز ہے۔ فرمایا رسول ﷺ نے خواہ کوئی شخص ان فواحش کا بھی مرتکب ہوا ہو۔ کیونکہ پوشیدہ نہ رکھنا کسی عیب کا ستار العیوبی کی صفت ہے ۔اور ظاہر کرنا ایسے فواحشات کا ایک قسم کا دوسرا فعل فحش ہے ۔ پس آدمیوں کو چاہئیے قتل وچوری کو پوشیدہ رکھے۔ خصوصاً اس شخص کے بارے میں جو ظلم سے گرفتار ہوا ہو۔ اور زبان کو بند رکھو خواہ کاذب کے حق میں ہی کیوں نہ ہو۔ اور بچوں اور عورتوں کے حق میں خصوصاً جبکہ بچہ مدرسہ جانے کی رغبت نہ رکھتا ہو۔ تو اس کو وعدے وعید یا جھوٹے خوف سے راغب کرنا میاج ہے (احیاء علوم الدین الغزالی جلد سوم صفحہ 98,96)۔

توریت شریف

تم اپنے پڑوسی کے گھر کا لالچ مت کرنا، تم اپنے پڑوسی کی بیوی اور اس کے غلام علام اور اس کی لونڈی اور اس کے بیل اور اس کے گدھے اور کسی چیز کا
جو تمہارے پڑوسی کی ہے لالچ مت کرنا (توریت شریف کتاب خروج رکوع 20 آیت 17)۔

انجیل شریف

پس اپنے ان اعضا کو مردہ کرو جوزمین پر ہیں۔ یعنی حرام کاری اور ناپاکی اور شہوت اور بری خواہشات اور لالچ کو بت پرستی کے برار ہے۔ کہ انہیں کے سبب سے خدا کا غضب نافرمانی کے فرزندوں پر نازل ہوتا ہے (انجیل شریف حضرت پولوس علیہ السلام کا اہلِ کلسیوں کو خط رکوع 3 آیت 5 تا 6)۔

کیونکہ اندر سے یعنی آدمی کے دل سے برے خیال، حرامکاریاں، خونریاں، زناکاریاں ،لالچ، بدیاں، مکر، شہوت پرستی، بد نظری، بدگوئی، شیخی، بیوقوفی نکلتی ہے (انجیل شریف بہ مطابق راوی حضرت مرقس علیہ السلام رکوع 7 آیت 21 تا 22)۔

روپے کی محبت سے خالی رہو اور جو تمہارے پاس ہے اسی پر قناعت کرو۔ کیونکہ پروردگار نے فرمایاہے کہ میں تم سے دست بردار نہ ہونگا اور کبھی تمہیں نہ چھوڑونگا۔(انجیل شریف خط عبرانیوں رکوع 13 آیت 5)۔

قرآن شریف

اُن عورتوں میں سے جسے تو چاہے تاخیر میں ڈال۔ اور جسے چاہے اپنی طرف جگہ دے۔ اور جس عورت کو تو نے یکسو کردیا تھا اگر تو پھر بلا بھیجے تجھ پر گناہ نہیں۔ یہ قاعدہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رکھنے کے لئے زیادہ قریب ہے کہ وہ غم نہ کریں اور سب راضی رہیں اس پر جو تمہارے دلوں میں ہے اور اللہ دانا برد بار ہے (سورۃ احزاب آیت 51)۔

حدیث شریف

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ تھوڑے سے مال پر قناعت کرنا اور زیادہ اخراجات سے پرہیز کرنا لازمی ہے اور پوچھا گیا رسول اللہ سے قناعت کیا چیز ہے فرمایا کہ وہ چیزیں جو انسان کی نظروں کے سامنے ہوں بلاضرورت ان کا لالچ و طمع نہ کرا سی کو فقیر حاضر یعنی طمع نہ کرنا کھتے ہیں۔(المستطرف فی کل مستطرف جلد اول صفحہ 62)۔